(74) ہر اک میکدے سے بھر لا کے ساغر   ہر اک گھاٹ سے آئے سیراب ہو کر
گرے مثلِ پروانہ ہر روشنی پر   گرہ میں لیا باندھ حکمِ پیمبر
کہ "حکمت کو اک گم شدہ لال سمجھو
جہاں پاؤ اپنا اُسے مال سمجھو"

(75) ہر اک علم کے فن کے جویا ہوئے وہ   ہر اک کام میں سب سے بالا ہوئے وہ
فلاحت میں بے مثل و یکتا ہوئے وہ   سیاحت میں مشہورِ دنیا ہوئے وہ
ہر اک ملک میں اُن کی پھیلی عمارت
ہر اک قوم نے ان سے سیکھی تجارت

(76) کیا جا کے آباد ہر ملک ویراں   مہیّا کیے سب کے راحت کے ساماں
خطرناک تھے جو پہاڑ اور بیاباں   انھیں کر دیا رشکِ صحنِ گلستاں
بہار اب جو دنیا میں آئی ہوئی ہے
یہ سب پَود انھی کی لگائی ہوئی ہے

(77) یہ ہموار سڑکیں یہ راہیں مصفّا   دو طرفہ برابر درختوں کا سایہ
نشاں جا بجا میل و فرسنگ کے برپا   سرِ رہ کنوئیں اور سرائیں مہیّا
انھی کے ہیں سب نے یہ چربے اتارے
اُسی قافلے کے نشاں ہیں یہ سارے

(78) سدا اُن کو مرغوب سیر و سفر تھا   ہر اک برّاعظم میں اُن کا گزر تھا
تمام ان کا چھانا ہوا بحر و بر تھا   جو لنکا میں ڈیرا تو بربر میں گھر تھا
وہ گنتے تھے یکساں وطن اور سفر کو
گھر اپنا سمجھتے تھے ہر دشت و در کو

(79) جہاں کو ہے یاد اُن کی رفتار اب تک   کہ نقشِ قدم ہیں نمودار اب تک
ملایا میں ہیں اُن کے آثار اب تک   انھیں رو رہا ہے ملیبار اب تک
ہمالہ کو ہیں واقعات اُن کے ازبر
نشاں ان کے باقی ہیں جبرالٹر پر

(80) نہیں اس طبق پر کوئی برّاعظم   نہ ہوں جس میں اُن کی عماراتِ محکم
عرب، ہند، مصر، اندلس، شام، دیلم   بناؤں سے ہیں ان کی معمور عالم
سرِ کوہِ آدم سے تا کوہِ بیضا
جہاں جاؤ گے کھوج پاؤ گے اُن کا

(81) وہ سنگیں محل اور وہ ان کی صفائی   جمی جن کے کھنڈروں پہ ہے آج کائی
وہ مرقد کہ گنبد تھے جن کے طلائی   وہ معبد جہاں جلوہ گر تھی خدائی
زمانے نے گو ان کی برکت اٹھا لی
نہیں کوئی ویرانہ پر اُن سے خالی

82 ہوا اندلس اُن سے گلزار یکسر — جہاں اُن کے آثار باقی ہیں اکثر
جو چاہے کوئی دیکھ لے آج جا کر — یہ ہے بیت حمرا کی گویا زباں پر
کہ تھے آلِ عدناں سے میرے بانی
عرب کی ہوں میں اس زمیں پر نشانی

83 ہویدا ہے غرناطہ سے شوکت اُن کی — عیاں ہے بلنسیہ سے قدرت اُن کی
بطلیوس کو یاد ہے عظمت اُن کی — ٹپکتی ہے قادس میں سر حسرت اُن کی
نصیب اُن کا اشبیلیہ میں ہے سوتا
شب و روز ہے قرطبہ اُن کو روتا

84 کوئی قرطبے کے کھنڈر جا کے دیکھے — مساجد کے محراب و در جا کے دیکھے
حجازی امیروں کے گھر جا کے دیکھے — خلافت کو زیر و زبر جا کے دیکھے
جلال ان کا کھنڈروں میں ہے یوں چمکتا
کہ ہو خاک میں جیسے کندن دمکتا

85 وہ بلدہ کہ فخرِ بلادِ جہاں تھا — تر و خشک پر جس کا سکّہ رواں تھا
گڑا جس میں عبّاسیوں کا نشاں تھا — عراق و عرب جس سے رشکِ جناں تھا
اُڑا لے گئی بادِ پندار جس کو
بہا لے گئی سیلِ تاتار جس کو

86 سُنے گوشِ عبرت سے گر جا کے انساں — تو واں ذرّہ ذرّہ یہ کرتا ہے اعلاں
کہ تھا جن دنوں مہرِ اسلام تاباں — ہوا یاں کی تھی زندگی بخشِ دوراں
پڑی خاکِ ایتھنز میں جان ہیں سے
ہوا زندہ پھر نامِ یوناں ہیں سے

87 وہ لقمان و سقراط کے دُرِّ مکنوں — وہ اسرارِ بقراط و درسِ فلاطوں
ارسطو کی تعلیم سولن کے قانون — پڑے تھے کسی قبرِ کہنہ میں مدفوں
یہیں آ کے مُہرِ سکوت اُن کی ٹوٹی
اسی باغِ رعنا سے بُو اُن کی پھوٹی

88 یہ تھا علم پر واں توجّہ کا عالم — کہ ہو جیسے مجروح جویائے مرہم
کسی طرح پیاس اُن کی ہوتی نہ تھی کم — بجھاتا تھا آگ اُن کی باراں نہ شبنم
حریمِ خلافت میں اونٹوں پہ لد کر
چلے آتے تھے مصر و یوناں کے دفتر

89 وہ تارے جو تھے شرق میں لمعہ افگن — پہ تھا اُن کی کرنوں سے تا غرب روشن
نوشتوں سے ہیں جن کے اب تک مزیّن — کتب خانۂ پیرس و روم و لندن
پڑا غلغلہ جن کا تھا کشوروں میں
وہ سوتے ہیں بغداد کے مقبروں میں

(90) وہ سنجار کا اور کوفے کا میداں　　فراہم ہوئے جس میں مسّاحِ دوراں
کُرے کی مساحت کے پھیلائے ساماں　　ہوئی جزو سے قدر کل کی نمایاں
زمانہ وہاں آج تک نوحہ گر ہے
کہ عباسیوں کی سبھا وہ کدھر ہے ؟

(91) سمرقند سے اندلس تک سراسر　　انہی کی رصدگاہیں تھیں جلوہ گستر
سوادِ مراغہ میں اور قاسیوں پر　　زمیں سے صدا آرہی ہے برابر
کہ جن کی رصد کے یہ باقی نشاں ہیں
وہ اسلامیوں کے منجّم کہاں ہیں ؟

(92) مورّخ ہیں جو آج تحقیق والے　　تفحص کے ہیں جن کے آئیں نرالے
جنھوں نے ہیں عالم کے دفتر کھنگالے　　زمیں کے طبق سربسر چھان ڈالے
عرب ہی نے دل انکے جا کر ابھارے
عرب ہی سے وہ بھرنے سیکھے ترارے

(93) اندھیرا تواریخ پر چھا رہا تھا　　ستارہ روایت کا گہنا رہا تھا
درایت کے سورج پہ ابر آرہا تھا　　شہادت کا میدان دُھندلا رہا تھا
سرِ رہ چراغ اک عرب نے جلایا
ہر اک قافلے کا نشاں جس سے پایا

(94) گروہ ایک جویا تھا علمِ نبی کا　　لگایا پتہ جس نے ہر مفتری کا
نہ چھوڑا کوئی رخنہ کذبِ خفی کا　　کیا قافیہ تنگ ہر مدعی کا
کیے جرح و تعدیل کے وضع قانوں
نہ چلنے دیا کوئی باطل کا افسوں

(95) اسی دُھن میں آساں کیا ہر سفر کو　　اسی شوق میں طے کیا بحر و بر کو
سُنا خازنِ علمِ دیں جس بشر کو　　لیا اس سے جا کر خبر اور اثر کو
پھر آپ اُس کو پرکھا کسوٹی پہ رکھ کر
دیا اور کو خود مزہ اُس کا چکھ کر

(96) کیا فاش راوی میں جو عیب پایا　　مناقب کو چھانا مثالب کو تایا
مشائخ میں جو قبح نکلا جتایا　　ائمہ میں جو داغ دیکھا بتایا
طلسمِ ورع ہر مقدس کا توڑا
نہ ملّا کو چھوڑا نہ صوفی کو چھوڑا

(97) رجال اور اسانید کے جو ہیں دفتر　　گواہ اُن کی آزادگی کے ہیں یکسر
نہ تھا اُن کا احساں یہ اک اہلِ دیں پر　　وہ تھے اس میں ہر قوم و ملت کے رہبر
لبرٹی میں جو آج فائق ہیں سب سے
بتائیں کہ لبرل بنے ہیں وہ کب سے

(98) فصاحت کے دفتر تھے سب گاؤ خوردہ　　بلاغت کے رستے تھے سب ناسپردہ
ادھر روم کی شمع انشا تھی مردہ　　ادھر آتشِ پارسی تھی فسردہ
یکایک جو برق آکے چمکی عرب کی
کھلی کی کھلی رہ گئی آنکھ سب کی

(99) عرب کی جو دیکھی وہ آتش زبانی　　سنی برمحل اُن کی شیوہ بیانی
وہ اشعار کی دل میں ریشہ دوانی　　وہ خطبوں کی، مانندِ دریا، رَوانی
وہ جادو کے جملے وہ فقرے فسوں کے
تو سمجھے کہ گویا ہم اب تک تھے گونگے

(100) سلیقہ کسی کو نہ تھا مدح و ذم کا　　نہ ڈھب یاد تھا شرح شادی و غم کا
نہ انداز تلقین وعظ و حِکَم کا　　خزانہ تھا مدفون زبان اور قلم کا
نواسنجیاں اُن سے سیکھیں یہ سب نے
زباں کھول دی سب کی نطقِ عرب نے

(101) زمانے میں پھیلی طب اُن کی بدولت　　ہوئی بہرہ ور جس سے ہر قوم و ملت
نہ صرف ایک مشرق میں تھی انکی شہرت　　مسلّم تھی مغرب تک انکی خلافت
سلرنو میں جو ایک نامی مطب تھا
وہ مغرب میں عطارِ مشکِ عرب تھا

(102) ابوبکر و رازی علی ابن عیسیٰ　　حکیم گرامی حسین ابن سینا
حنین ابن اسحاق قسیّس دانا　　ضیا ابن بیطار راس الاطبّا
انہی کے ہیں مشرق میں سب نام لیوا
انہی سے ہوا پار مغرب کا کھیوا

(103) غرض فن ہیں جو مایۂ دین و دولت　　طبیعی، الٰہی، ریاضی و حکمت
طب اور کیمیا ہندسہ اور ہیئت　　سیاست، تجارت، عمارت، فلاحت
لگاؤ گے کھوج انکا جاکر جہاں تم
نشاں اُنکے قدموں کے پاؤ گے واں تم

(104) ہوا گو کہ پامال بستاں عرب کا　　مگر اک جہاں ہے غزل خواں عرب کا
ہرا کر گیا سب کو باراں عرب کا　　سپید و سیہ پر ہے احساں عرب کا
وہ قومیں جو ہیں آج سرتاج سب کی
کنوڈی رہیں گی ہمیشہ عرب کی

(105) رہے جب تک ارکان اسلام برپا　　چلن اہل دیں کا رہا سیدھا سادا
رہا میل سے شہد صافی مصفّا　　رہی کھوٹ سے سیم خالص مبرّا
نہ تھا کوئی اسلام کا مرد میداں
علم ایک تھا شش جہت میں فرافشاں